شازیہ عنبرین

مثنوی، جنگ نامہ سید عالم علی خاں، از غضنفر حسین

Abstract: - *"Masnavi Jang Nama Syed Alam Ali Khan" written by Ghazanfar Hussain is an epic which was written in appreciation of Syed Alam Ali Khan's courage and personality. He was nephew of Syed Brothers (Syed Abdullah Qutab-al-Mulk and Syed Hussain Ali Ameer-ul-Umara) and "Subaidar" of six provinces of Deccan. He died when he was 20 years old, fighting against Nawab Nizam-ul-Mulk. "Masnavi Jang Nama Syed Alam Ali Khan" was discovered and edited by Maulvi Abdul Haq and firstly published in 1932 by Anjuman Taraqi-e-Urdu, Aurangabad. This epic consists of 490 verses. Maulvi Abdul Haq edited this epic with the help of three different manuscripts.*

غضنفر حسین کی رزمیہ مثنوی "جنگ نامہ سید عالم علی خاں" مولوی عبدالحق نے مرتب کر کے معہ مقدمہ ۱۹۳۲ء میں انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن سے شائع کی (۱)۔ مطبوعہ نسخہ مقدمہ کے چھ صفحات کے ساتھ اڑسٹھ (۶۸) صفحات پر مبنی متن پر مشتمل ہے جس میں (۴۹۱) اشعار ہیں۔ مثنوی کے مصنف غضنفر حسین کے سوانحی حالات اور اس رزمیہ مثنوی کے علاوہ اس کی دیگر تصانیف سے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ بابائے اُردو کا قلم بھی اس سلسلے میں مکمل طور پر خاموش ہے۔ البتہ "جنگ نامہ سید عالم علی خاں" کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ غضنفر حسین سید عالم علی خاں کے متوسلین میں سے تھے اور ان کی تمام تر ہمدردیاں (جنگ کے حوالے سے) عالم علی خاں کے ساتھ تھیں۔ غضنفر حسین نے نواب نظام الملک آصف جاہ کے عہد حکومت میں سید عالم علی خاں کی مدح میں یہ مثنوی لکھ کر بڑی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا۔

"جنگ نامہ عالم علی خاں" کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہے۔ "نصیر الدین ہاشمی" کتب خانہ آصفیہ کے اُردو مخطوطات کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''عالم علی خاں کے جنگ میں مارے جانے کے بعد یہ مثنوی لکھی اور اپنے چشم دید حالات اس میں نظمائے۔ شاعر کی اخلاقی جرأت کی تعریف کرنی چاہئے

کہ اس نے نظام الملک آصف جاہ کے زمانہ حکومت میں عالم علی خاں کی تعریف کی''(۲)۔

غضنفر حسین نے یہ مثنوی عالم علی خاں کی یہ شخصیت، سیرت، شجاعت اور بہادری کے اعتراف کے طور پر لکھی۔ بیس (۲۰) سال کی عمر میں اس نے جس دلیری اور جرأت کے ساتھ لڑ کر جان دی وہ بلاشبہ قابل قدر ہے۔ سید عالم علی خاں کی تعریف صرف غضنفر حسین نے ہی نہیں کی بلکہ اس کے حریف نواب نظام الملک کے طرف دار مورخوں نے بھی اس کی بہادری کی تعریف کی ہے(۳)۔ مولوی ذکاء اللہ ''تاریخ ہندوستان'' میں لکھتے ہیں:۔

''عالم علی خاں باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور جب تک سانس چلتا رہا، آگے قدم بڑھاتا رہا، کہتے ہیں جب اس کے ترکش میں تیر باقی نہ رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اس کے حوضۂ فیل اور جسم میں لگتا اس کو نکال کر دشمن پر چلاتا۔''(۴)

سید عالم علی خاں، سید عبداللہ قطب الملک اور سید حسین علی امیر الامراء (سید برادران) کا بھتیجا تھا۔ سید عبداللہ قطب الملک کا متبنیٰ اور دکن کے چھ صوبوں کا صوبیدار بھی تھا۔ سید برادران مغلیہ سلطنت کے سیاہ وسفید کے مالک اور خود کو بادشاہ گر سمجھتے تھے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ صوبیدار مالوہ کی کثرت افواج اور بڑھتا ہوا اقتدار اور شہرت ان کی نگاہوں میں کھٹکنے لگا تھا۔ اس لیے حسین علی خاں نے نواب نظام الملک کو لکھا کہ دکن کے صوبوں کے انتظام کیلئے ہمارا ارادہ ہے کہ ہم مالوہ میں رہیں اس لیے آپ اپنے لئے اکبرآباد، الٰہ آباد، ملتان اور برہانپور کے صوبوں میں کوئی ایک صوبہ منتخب کرلیں۔ نواب نظام الملک نے اس کا جواب درشتی سے دیا جو سید برادران کی شدید برہمی کا سبب بنا۔ انھوں نے دلاور خاں بخشی کو نظام الملک کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ نظام الملک کو یہ اطلاع ملی تو وہ بھی آمادہ پیکار ہوگیا اور اپنے رفقاء کے ہمراہ دکن روانہ ہوا۔ سید برادران نے دکن کے صوبےدار سید عالم علی خاں کو نظام الملک پر مکمل تیاریوں کے ساتھ چڑھائی کا حکم دیا۔ ۱۲ رجب کو عالم خاں نے محمدی باغ میں خیمے گاڑے اور جمعرات کے دن یکم ربیع الاول ۱۱۳۲ھ / یکم جنوری ۱۷۲۰ء کو

میدان جنگ میں بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

ہزار ہور تیس تھے دو اُپر
محمد کی ہجرت کوں سن کان دھر
پرایا چاند ربیع الاول کا آیا نظر
ہوا آخرت کا یو حکایت خبر (۵)

ولیم آرون نے اس جنگ کو اپنی ''تاریخ'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور اسے ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء کا ہی واقعہ بتایا ہے۔(۶)

سید عالم علی خاں بہادری سے لڑا لیکن دشمن نہ صرف تجربہ کار تھا بلکہ طاقتور بھی تھا اس لیے ناتجربہ کار اور کم سن حریف پر غالب آگیا۔ سید عالم علی خاں نے لڑتے ہوئے جان دے دی اور نواب نظام الملک نے دکن پر قابض ہوکر خاندان آصفیہ کی حکمرانی کی بنیاد ڈالی۔

"جنگ نامہ سید عالم علی خاں" ایک مختصر تاریخی رزمیہ مثنوی ہے جس میں داستانوی رنگ آمیزی بھی ہے اور مختلف کیفیات کا ڈرامائی بیان بھی۔ غضنفر حسین کا بنیادی مقصد ایک تاریخی واقعہ نظم کرنا تھا جو کہ انھوں نے بڑی خوبی سے اس مثنوی کے ذریعے بیان کیا۔ اس تاریخی واقعہ کے بیان کرنے میں جن مختلف شخصیات کا ذکر آیا ہے یا نام آئے ہیں یا جو سنین اس مثنوی میں مذکور ہیں وہ تاریخ کی رو سے بالکل درست ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

''اس مثنوی کی ایک اہمیت یہ ہے کہ اس میں تاریخی واقعات کو سنہ، تاریخ، دن اور فوجی سرداروں کے صحیح ناموں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس اعتبار سے یہ ایک معتبر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔'' (۷)

لیکن 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' رزمیہ مثنوی ہونے کے باوجود رزمیہ مثنویوں کا سا جوش وخروش

بلند آہنگی اور شکوہ الفاظ جو رزمیہ مثنوی کی جان ہوتی ہے وہ اس میں نہیں پائی جاتی (۸)۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم دکنی مثنویوں کے مقابلے میں 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی زبان نہ صرف سادہ و سلیس ہے بلکہ اس میں بیحد روانی بھی ہے۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی تدوین تین نسخوں سے کی۔ ایک نسخے کو وہ اپنا ذاتی نسخہ بتاتے ہیں جو ان کے نزدیک ''مکمل ہے اور اس کی ترتیب و تحریر دوسرے نسخوں سے بہتر ہے'' (۹)۔ اس لیے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی تدوین کرتے ہوئے انھوں نے تینوں نسخوں میں اپنے ذاتی نسخے کو بنیاد بنایا لیکن مقدمے میں مولوی صاحب نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ نسخہ انھیں کہاں سے دستیاب ہوا؟ یہ نسخہ کب لکھا گیا؟ اور اس نسخے کا کاتب کون ہے؟ دوسرا نسخہ جو 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی تدوین میں مولوی صاحب کے پیش نظر رہا وہ انھیں مولوی عبدالحمید وکیل کنٹر سے دستیاب ہوا۔ (اس نسخے کا تعارف بھی مولوی صاحب نے نہیں کرایا) تیسرا نسخہ مہاراجا بنارس کے کتب خانے کا ہے جسے انگریزی ترجمے کے ساتھ ولیم آرون نے رسالہ انڈین اینٹی کیوری (Indian Antiquary of India) بابت جنوری، مارچ ۱۹۰۴ء میں شائع کیا تھا۔ مولوی صاحب نے ان تینوں نسخوں کو پیش نظر رکھا لیکن اپنے ذاتی نسخے کو بنیاد بنایا اور دوسرے دونوں نسخوں سے تقابل کر کے حواشی میں اختلافات نسخ درج کر دیئے ہیں۔ ولیم آرون کا نسخہ اول و آخر سے ناقص تھا جب کہ مولوی عبدالحمید کے نسخے میں شروع کے اشعار غائب تھے۔ مولوی عبدالحق کا ذاتی نسخہ بھی بقول ان کے مکمل ہونے کے باوجود ''دو ایک جگہ ایک ایک مصرع غائب ہے اور بعض مقامات پر کوئی کوئی لفظ رہ گیا ہے...... بلکہ تینوں نسخوں میں اشعار کی کمی بیشی پائی جاتی ہے''۔ (۱۰)

اس لئے بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی تدوین میں قیاسی تصحیح سے بھی کام لیا اور مقدمے میں وضاحت کر دی کہ:

''جو اشعار نسخہ (الف) میں نہیں اور دوسرے نسخوں سے اضافہ کیے گئے ہیں ان پر

علامت (x) لگا دی گئی ہے اور جن اشعار پر یہ (x) نشان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں''۔ (۱۱)

'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کے شاعر غضنفر حسین ہیں اس بات کی نشان دہی اس مثنوی کے شعر (۴۹۰) سے ہوتی ہے۔

نہ ہے دل کوں راحت نہ خاطر کوں چین
کہا ہے یوں قصہ غضنفر حسین (۱۲)

لیکن ولیم آرون کے پاس جو نسخہ تھا چونکہ وہ ناقص الاول ہونے کے ساتھ ساتھ ناقص الآخر بھی تھا اس لیے مثنوی کے شاعر کا نام ان سے پوشیدہ رہا۔ البتہ انھوں نے اپنی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کے مصنف کا کھوج لگانے کی کوشش کی اور مثنوی کے شعر نمبر ۴۱۴ کے دوسرے مصرع ''سودشتا یہ کیا کیا ستم ہائے ہائے'' سے قیاس کیا ہے کہ 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کا مصنف 'سودشت' ہے۔ (۱۳) جب کہ مولوی صاحب کے پاس جو دو نسخے مزید تھے ان میں مذکورہ بالا مصرع اس طرح سے ہے ''سوایسا ستم یو ستم ہائے ہائے'' مولوی عبدالحق کا خیال ہے کہ ''ممکن ہے کہ 'ایسا' کو کاتب 'دشتا' لکھ گیا ہو، کاتبوں سے یہ بعید نہیں'' (۱۴)۔

ولیم آرون نے مثنوی 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کے مصنف کے بارے میں یہ قیاس بھی کیا ہے کہ وہ ''دکنی'' ہے جس کی تائید مولوی صاحب نے بھی کی لیکن ولیم آرون کے نزدیک یہ دکنی مصنف 'ولی دکنی' ہے جو کہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ ولیم آرون کا خیال ہے کہ ''چونکہ ولی اس زمانے میں زندہ تھا اور ۱۱۳۲ھ میں دہلی میں تھا اور یہ واقعات بھی اسی سنہ میں واقع ہوئے اس لیے غالباً اس کا مصنف 'ولی' ہے۔'' (۱۵)۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کے مقدمے میں ولیم آرون کے یہ سارے

قیاس زیر بحث لائے ہیں جن کو پڑھنے اور سمجھنے میں ڈاکٹر سید معراج نیر نے یہ غلطی کی کہ ولیم آرون کے خیالات کو مولوی عبدالحق سے منسوب کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''مولوی صاحب کے خیال میں اس کا مصنف دکنی ضرور تھا لیکن وہ 'سودشت' نہیں بلکہ 'ولی' تھا۔ مولوی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں ولی اس زمانے میں زندہ تھا اور ۱۱۳۲ھ میں دہلی......'' (۱۶)۔

اس مثنوی کی تدوین بابائے اردو نے بہت محنت سے کی اور پہلی بار دستیاب مختلف نسخوں کو ناموں (الف۔ب۔ج) سے موسوم کیا اور یہ وضاحت بھی کی کہ ان تینوں نسخوں میں انھوں نے نسخہ (الف) کو بنیاد بنایا ہے اور حواشی میں (ن) کا نشان دے کر نسخہ ب اور ج کے اختلافات تفصیل سے درج کئے ہیں۔ مقدمے میں 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہوئے باقاعدہ حوالے کے طور پر اشعار کے نمبر بھی درج کئے ہیں۔ مثلاً جب یہ لکھا کہ 'عالم علی خاں پانچ (۵) شوال ۱۱۳۲ھ کو مع اپنے رفقاء......مقابلے کے لیے آگے بڑھا'' تو رفقاء کے نام جن اشعار میں مذکور تھے ان اشعار کے نمبر درج کئے اور ان اشعار سے رفقاء کی ایک طویل فہرست بھی مرتب کی جنھوں نے جنگ میں عالم علی خاں کا ساتھ دیا۔ حواشی و تعلیقات، فرہنگ اور اشاریہ کا التزام البتہ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اس مثنوی کی تدوین میں نہیں کیا۔

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر سید معراج نیر نے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کی پہلی اشاعت کا سال ۱۹۳۳ء بتایا ہے۔ وہ اس 'جنگ نامہ' کو مثنوی کی بجائے ''مضمون'' قرار دیتے ہیں۔ ''مولوی عبدالحق صاحب نے ۱۹۳۳ء میں انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد (دکن) سے غضنفر حسین کا لکھا ہوا ایک مضمون 'جنگ نامہ عالم علی خاں' مرتب کر کے اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ (بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق، فن اور شخصیت، ص ۱۱۱) جب کہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن اور ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب نے 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں' کا سال اشاعت ۱۹۳۲ء قرار دیا ہے۔ (ذکر عبدالحق، ص ۱۳۰، انجمن ترقی اردو (ہند) کی علمی اور ادبی خدمات، ص ۱۵۲) کندن لال کندن کے نزدیک مولوی عبدالحق نے پہلے یہ مثنوی رسالہ اُردو بابت جنوری ۱۹۳۲ء میں اور بعد میں کتابی شکل میں شائع کی۔ (جنوبی اور شمالی ہند کی تاریخی

مثنویاں، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۱ء، ص ۸۰)

۲۔ نصیر الدین ہاشمی: ''کتب خانہ آصفیہ کے اُردو مخطوطات''، جلد اول، مطبوعہ ۱۹۶۱ء، ص ۲۴۱۔

۳۔ غضنفر حسین: ''جنگ نامہ سید عالم علی خاں''، مرتبہ مولوی عبدالحق، مقدمہ، ص ۶۔

۴۔ مولوی ذکاء اللہ خان: ''تاریخ ہندوستان''، جلد نہم (دہلی، شمس المطابع، ۱۸۹۸ء) ص ۱۸۷۔

۵۔ ''جنگ نامہ سید عالم علی خاں''، مرتبہ مولوی عبدالحق، ص ۶۸۔

۶۔ ولیم آرون، لیٹر مغلز، ص ۳۹-۶۰، مرتبہ جادو ناتھ سرکار، (یونیورسل بکس، لاہور) بحوالہ 'تاریخ ادب اُردو، جلد دوم، ڈاکٹر جمیل جالبی، ص ۷۷۔

۷۔ ڈاکٹر جمیل جالبی: ''تاریخ ادب اردو''، جلد دوم، ص ۸۱۔

۸۔ ایضاً ص ۸۷۔

۹، ۱۰، ۱۱۔ ''جنگ نامہ سید عالم علی خاں''، مرتبہ مولوی عبدالحق، مقدمہ، ص ۵-۶۔

۱۲۔ ''جنگ نامہ سید عالم علی خاں''، ص ۶۸۔

۱۳، ۱۴، ۱۵۔ 'جنگ نامہ سید عالم علی خاں'، مقدمہ، ص ۵-۶،

۱۶۔ ڈاکٹر سید معراج نیر: ''بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ فن اور شخصیت''، ص ۱۱۲۔

☆☆☆